شرح الاصول الثلاثہ

ڈاکٹر مرتضی بن بخش حفظہ اللہ

درس نمبر۔19

%

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا ،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ :

19۔درس نمبر:۱۹۔توحید حاکمیت کے متعلق چند بنیادی باتیں، حکمران کے کافر ہونے کی چند صورتیں، کفر اکبر کی چھ صورتیں اور دو بنیادی باتیں، کفر اصغر کی تین صورتیں، تشریع عام، تکفیر و تفجیر۔

آج کی اس نشست کا موضوع ہے توحید حاکمیت۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ﴾(یوسف/40)

اور دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں الفرقان الحکیم میں:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾(المائدۃ/44)

توحید حاکمیت کے اعتبار سے چند بنیادی باتیں بیان کرنا ضروری ہیں اور میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اس موضوع کو بہترین طریقے سے بیان کر سکوں اور اللہ تعالی آپ ساتھیوں کو توفیق دے کہ آپ آسانی سے اس موضوع کو سمجھ سکیں۔

1۔پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ یہ اچھی طرح جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ کرنا دین ہے، ایمان ہے اور توحید ہے۔ دین اس لیے ہے کہ سارا دین اسلام اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے ہی تو ہیں، پوری کی پوری شریعت اللہ تعالی کے نازل کردہ فیصلے ہیں سارے یعنی اس میں توحید ہے، اس میں نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے، زکوۃ ہے، معاملات ہیں، شادی بیاہ ہے، نکاح کے مسائل، طلاق کے مسائل، خرید و فروخت کے مسائل جتنے بھی ہیں یہ، یہ اللہ تعالی کے فیصلے ہیں تو سارے کا سارا دین اللہ تعالی کے فیصلے ہی ہیں اور ایمان اس لیے ہے کہ اس کے بغیر مومن کا ایمان نامکمل ہے کیوں کہ ایمان صرف زبان کا قول نہیں کہ یہ کہنا میں مومن ہوں، یہ کافی نہیں ہے۔ ایمان کی تعریف کیا ہے؟"قولٌ باللسانِ وتصديقٌ بالجنانِ وعملٌ بالأركانِ يَزِيدُ بالطاعةِ ويَنْقُصُ بالعصيانِ"(زبان کا قول، دل سے یقین، پورے بدن سے عمل جو فرماں

برداری سے بڑھتا ہے اور نافرمانی سے کم ہوتا ہے)۔ یہ ایمان کی تعریف ہے اور اسی پر ہم توحید حاکمیت کو اگر دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق زندگی گزارنا ہی ایمان کامل کی علامت ہے اور توحید اس لیے ہے کہ توحید تینوں قسموں میں اس کا شمار ہوتا ہے:

1۔ توحید ربوبیت، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حاکم ہے اور اپنے فیصلوں سے پوری کائنات کی تدبیر کرتا ہے۔

2۔ توحید الوہیت، یعنی توحید عبادت اس لیے کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کے مطابق زندگی گزارتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں رواں دواں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے محبت و امید کے ساتھ عبادت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر عمل کرتا ہے تو یہ عین عبادت ہے۔

3۔ اور توحید اسماء وصفات کوئی جانتا ہے؟ اللہ تعالیٰ حکم ہے اور حکیم ہے حکمت والا ہے، نام حکم ہے اور صفت حکیم ہے حکمت والا ہے۔

تو توحید کی یہ تینوں قسمیں ہمیں توحید حاکمیت میں مل جاتی ہیں۔

2۔ دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ توحید حاکمیت پوری توحید نہیں توحید کا ایک حصہ ضرور ہے لیکن ساری کی ساری توحید نہیں جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ اس کا شمار تینوں قسموں میں ہوتا ہے لیکن ساری توحید صرف توحید حاکمیت نہیں ہے اس لیے جس نے بھی توحید حاکمیت پر بات کرنی ہے یا اس کو ایک نصب العین، اس کو ایک موضوع بنانا ہے تو دوسری توحید کو نہیں بھولنا۔ توحید العبادۃ جس کی وجہ سے یا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاءO اور اپنے رسولوں کو بھیجا اور اسی توحید عبادت کے لیے گردنیں قلم ہوئیں، اسی توحید عبادت کے لیے عورتیں بیوہ ہوئیں، بچے یتیم ہوئے، اسی توحید عبادت کے لیے حق اور باطل کی آپس میں جنگ رہی کیوں کہ توحید ربوبیت تو مشرکین عرب بھی جانتے تھے اور توحید اسماء وصفات پر بھی زیادہ جھگڑا نہیں تھا، زیادہ جھگڑا جو تھا ہر نبی کے زمانے میں توحید عبادت پر جھگڑا تھا تو توحید عبادت کو بھی اپنا نصب العین رکھنا ہے جب بھی توحید کی بات کی جائے اور توحید حاکمیت ایک حصہ ہے یعنی جب ہم بات کریں توحید حاکمیت پر تو ہمیں یہ بھی بات کرنی چاہیے کہ بہت ساری امت کے لوگ شرک اکبر پر مر رہے ہیں تو ان کا بھی ہمیں خیال رکھنا چاہیے، ان پر بھی ہمیں بات کرنی چاہیے، یہ نہیں کہ صبح شام صرف ایک ہی مسئلے کو پکڑ کر بیٹھ جائیں اور صرف ایک ہی گروہ کو ہم پکڑ کر بیٹھ جائیں اور باقی امت کے اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں یا امت اگر شرک اکبر بھی مر رہی ہے تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے اور اگر پرواہ بھی ہے تو اس مسئلے کے بعد ہے پہلے نہیں ہے تو یاد رکھیں کہ اس کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

3۔ تیسری بنیادی بات، یہ جاننا ضروری ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلوں کے مطابق گزارے۔ یعنی توحید حاکمیت پر عمل کرے چاہے وہ حاکم ہو یا محکوم ہو، مرد ہو یا عورت ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، امیر ہو یا غریب ہو الغرض جو بھی مکلف ہیں سب پر فرض ہے کہ وہ اپنی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق گزارے۔ اور صرف ایک گروہ پر اس مسئلے کو فرض کر دینا اور ہمیشہ صرف اسی کا ذکر کرنا اور اسی کا رد کرنا یہ درست نہیں اور یہ انصاف کی بات نہیں ہے بلکہ اس مسئلے میں سب شامل ہیں جو بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے سب کی تردید کرنی چاہیے اور سب کو راہ حق کی طرف بلانا چاہیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حکمران پر ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے لیکن انصاف کے نکتہ نظر سے سب کو آگاہ کرنا چاہیے۔

4۔ چوتھی بنیادی بات، اب کیوں کہ جھگڑا زیادہ حکمران کے معاملے میں ہے تو ہم بات حکمران کی کرتے ہیں اگرچہ انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر گناہ گار، فاسق ہو، فاجر ہو، بدعتی ہو یا جو بھی گناہ کرنے والا شخص ہے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا شخص ہے وہ بھی دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر عمل نہیں کر رہا اللہ تعالیٰ کی خلاف ہی عمل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام کر دیا یہ شخص زانی ہے تو کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عمل کیا؟ نہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عمل نہیں کیا لیکن جھگڑا کیوں کہ زیادہ حکمرانوں کے مسئلے میں ہے، توحید حاکمیت کا جب بھی نعرہ لگتا ہے تو حکمران کو ہمیشہ پیچ

میں لایا جاتا ہے۔ تو حکمران کے معاملے میں جب وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو اہل قبلہ کے تین گروہ ہوئے، اہل قبلہ تین گروہوں میں بٹ گئے:

1۔ خوارج کا گروہ، اس گروہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی بھی حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے مکمل طور پر، اس کا ایمان ذرہ برابر بھی اس کے دل میں نہیں رہتا کافر ہے کفر اکبر کا مرتکب ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ گروہ نکلا تھا سیدنا علی بن ابی طالب ؓ کے زمانے میں۔ ان کا سب سے پہلا نعرہ کیا تھا؟ ﴿ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾ جو آیت کریمہ میں نے بیان کی کہ فیصلہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، اسے کہتے ہیں توحید حاکمیت۔ جب لوگوں نے اپنے فیصلے بیان کیے اور قرآن مجید کے فیصلوں کو چھوڑ دیا تو انہوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور نعوذ باللہ کفر کا فتویٰ لگایا گیا سیدنا علی بن ابی طالب ؓ پر، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان ؓ پر ان صحابہ پر جو ان کے ساتھ شامل تھے اس فیصلے میں جو مشہور ہے، جس فیصلے کی وجہ سے جنگ صفین روک دی گئی اور یہ گروہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اس گروہ کے خلاف سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے جنگ کی۔ یہ گروہ یاد رکھیں ہر دور میں موجود تھا اور آج کے دور میں بھی موجود ہے اگرچہ ساری ساری کی تعلیمات وہ نہیں ہیں یعنی اُس زمانے میں صحابہ کرام [
کو کافر کہتے تھے اور آج کے زمانے میں کافر نہیں کہتے لیکن اس گروہ کی کچھ خاص نشانیاں ہیں، اس وقت میرا موضوع نہیں ہے درس کا کہ میں ساری نشانیاں بیان کروں لیکن جو مشہور باتیں ہیں ان کی:

1۔ حکمران کافر ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے، یہ ان کی نشانی ہے۔

2۔ کوئی بھی مسلمان اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے، کوئی بھی مسلمان اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے زنا کرے، شراب پیئے، سود کھائے، قتل کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے کافر ہے کفر اکبر ہے۔

اور بھی بہت ساری نشانیاں ہیں لیکن ان دو نشانیوں پر ہم بات کرتے ہیں جو آج بھی ہمیں نظر آتی ہیں۔

1۔ پہلی نشانی کہ حکمران کافر ہوتا ہے آج بھی نعرہ لگتا ہے کہ جس حکمران نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ کافر ہے اور جو مسلمان زانی ہے یا شرابی ہے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

2۔ دوسرا گروہ ہے مرجئہ کا، مرجئہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جب کوئی بھی حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو ایسا حکمران مومن ہے اور اس کا ایمان کامل ہے، اس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سب سے پہلے جو ارجاء لے کر آیا تھا کون تھا؟ مرجئہ عقیدے کی تاریخ جانتے ہیں آپ کہ سب سے پہلے کس نے نعرہ لگایا ارجاء کا؟ الجھم بن صفوان۔ الجھم بن صفوان جس کی وفات سن 128 ہجری میں ہوئی وہ میں نے بتایا تھا کہ چار چیزیں لے کر آیا تھا، اس کے عقیدے میں چار چیزیں تھیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کا انکار۔

2۔ جبر کا عقیدہ کہ انسان اپنے عمل سے مجبور ہے۔

3۔ ارجاء کا عقیدہ کہ عمل کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں، جو بھی ہم عمل کرتے ہیں ایمان سے اس کا کوئی تعلق نہیں تو اس لیے جو گناہ کبیرہ کرنے والے ہیں تو جب ایمان سے تعلق نہیں ہے تو ان کا ایمان کامل ہے یعنی سیدنا ابو بکر صدیق ؓ اور آج کے فاسق، فاجر زانی کا دونوں کا ایمان برابر ہے اور یہ گروہ بھی باطل پر ہے جیسا کہ پہلا گروہ باطل پر تھا۔

www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures
Study Circle

4۔ چوتھا گروہ ہے اہل سنت والجماعت اور اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں اس باب میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی بھی حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے تو اس پر جلدی سے فیصلہ نہیں لگایا جاتا نہ کفر کا اور نہ ہی ایمان کامل کا جب تک کہ تفصیل نہ بیان کیا جائے۔ تو اس کے لیے تفصیل بہت ضروری ہے اور یہ تفصیل جاننے کے بعد پھر حکم پیش کیا جاتا ہے۔

اب آتے ہیں اس تفصیل کی طرف، بنیادی باتیں میں بیان کر چکا ہوں چار بنیادی باتیں یاد رکھیں اب تفصیل کیا ہے، تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرتا ہے یہ عام بات سمجھ لیں پہلے کہ کوئی بھی فیصلہ تو اس کی دو صورتیں ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہو تو یہ ہی حق اور مقصود ہے۔ اگر حکمران کہتا ہے کہ چور کی سزا یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنا چاہیے تو حق ہے کہ نہیں؟ شرطیں پوری ہو گئیں تو الحمدللہ یہ حق ہے اور یہ ہی مقصود ہے اور ایسا حکمران اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

2۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ حکمران اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے یعنی چور کے ہاتھ نہیں کاٹے بلکہ دو مہینے کی سزا دینی ہے، اب یہاں پر اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا۔ ایسے حکمران پر کیا حکم ہے؟ تو یاد رکھیں کہ اس کی دو صورتیں ہیں، ایسے حکمران کی دو صورتیں ہیں دو حالتیں ہیں، پہلی صورت یہ ہے کہ:

1۔ اس فیصلے کو جو اس نے نافذ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا لیکن اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز ہے جو اس نے کیا۔

2۔ یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل ہے۔

3۔ یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے برابر ہے۔

4۔ یا اسے جاننے کے بعد یقین کرنے کے بعد اسے جھٹلا دے۔

5۔ یا اسے بغیر جاننے کے جھٹلا دے۔

6۔ یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کو ہٹا کر اپنا فیصلہ اس کی جگہ پر بیان کر دے اور اسے شریعت کی طرف منسوب کر دے۔

یہ جتنی بھی چھ صورتیں میں نے بیان کی یہ ساری کی ساری کفر اکبر کی صورتیں ہیں اور دائرہ اسلام سے ایسا حکمران خارج ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر اس حکمران نے جس نے یہ فیصلہ کیا ہے اور یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف ثابت ہوا، اس حکمران کو یقین ہے کہ جو اس نے کیا ہے وہ جائز نہیں اور نہ شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے، نہ ہی برابر ہے اور نہ ہی اس نے جھٹلایا ہے اور نہ ہی اسے شریعت کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس نے ایسا عمل کیوں کیا؟ دنیا کے لیے، اپنی کرسی کے لیے یا کسی اور مفاد کے لیے (تفصیل آگے بیان کرتا ہوں میں) تو ایسا حکمران کبیرہ گناہ کا مرتکب ضرور ہے لیکن کافر نہیں ہے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے۔ کفر اصغر کا مرتکب ضرور ہے کفر اکبر کا مرتکب نہیں ہے۔ اب تفصیل دیکھتے ہیں ان صورتوں کی۔ ٹوٹل کتنی صورتیں ہو گئیں؟ نو (9) صورتیں، چھ (6) اور اس کی تین صورتیں آگے میں وہ بیان کروں گا۔ اور ایک دسویں (10) صورت ہے میں ابھی بیان کر دیتا ہوں کہ ایک ایسا حکمران ہے جس نے فیصلہ کیا اور اس کا فیصلہ شریعت کے فیصلے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے مخالف ثابت ہوا لیکن وہ اجر وثواب کا مستحق ضرور ہے۔ ایسی بھی صورت کبھی ہو سکتی ہے کیا؟ جی ہاں ایک صورت ہے اور یہ کہ اگر یہ حکمران مجتہد ہے اور اس نے اجتہاد کیا ایک فیصلے پر اور اس نے وہ فیصلہ بیان کر دیا اور وہ ثابت ہوا کہ یہ فیصلہ شریعت کے مخالف ہے کیوں کہ یہ اہل اجتہاد میں سے تھا عالم تھا۔ کیا حکمران علماء نہیں گزرے کیا؟ گزرے ہیں تو اگر اس کا یہ فیصلہ جو اس نے نافذ کیا وہ شریعت کے خلاف ثابت ہوا کیوں کہ وہ مجتہد تھا تو اسے ایک اجر ضرور ملے گا اجتہاد کا تو اس پر ہم بات نہیں کرتے اور اس کی دلیل، مشہور حدیث نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی فیصلہ

کرنے والا حاکم اجتہاد کرے اور فیصلہ کرے اور اگر اس کا اجتہاد صحیح ثابت ہو جائے تو اس کو دگنا اجر ہے اور اگر اس کا اجتہاد غلط ثابت ہو تو اس کو ایک اجر ضرور ملے گا۔

آتے ہیں اپنی ان صورتوں کی طرف، کفر اکبر کی چھ صورتیں ہیں۔ جب کوئی حکمران اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرتا ہے تو اس کے کفر اکبر ہونے کی چھ صورتیں ہیں:

1۔ پہلی صورت، اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا اسے جائز سمجھے کہ جو میں نے یہ قانون نافذ کیا کہ ہاتھ نہیں کاٹنے چور کے بلکہ دو مہینے کی سزا دینی ہے جیل میں یہ فیصلہ جائز ہے، اسے کہتے ہیں استحلال اور اس کے کفر اکبر ہونے پر اجماع ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں اور انسان جب کسی حرام چیز کو حلال کر دے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہو یا کسی حلال چیز کو حرام کر دے جس کے حلال ہونے پر اجماع ہو یا اس شرع کو تبدیل کر دے جس پر اجماع ہو تو وہ کافر و مرتد ہو گا اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے اور ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا ایک قول کے مطابق ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾(المائدۃ/44)یعنی یہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو جائز نہیں سمجھتا ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر3، صفحہ نمبر267)

اور شیخ بن باز: نے فرمایا کہ علماء کا اجماع ہے اس شخص کے کافر ہونے پر جس نے کسی حرام چیز کو حلال سمجھا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے یا حلال کو حرام سمجھا جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کر دیا ہے۔(فتاویٰ بن باز، جلد نمبر2، صفحہ نمبر330)

یہ پہلی صورت ہے کفر اکبر کی اور آگے سارے علماء کے اقوال آ رہے ہیں ہر ایک ایک حالت کے ساتھ۔

2۔ دوسری حالت یہ ہے کہ اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل سمجھے اسے کہتے ہیں تفضیل، اس کی دلیل ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾(المائدۃ/50)

شیخ بن باز: فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر ہے تو وہ کافر ہے سب مسلمانوں کے ہاں یعنی اجماع ہے(فتاویٰ بن باز، جلد نمبر4، صفحہ نمبر416)اور کفر اکبر اس لیے ہے کہ اس نے قرآن مجید کی اس آیت کو بھی جھٹلایا۔

3۔ تیسری صورت، اگر اپنے فیصلے کو جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ہے اسے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے برابر سمجھے اسے مساوات کہتے ہیں، برابری کہتے ہیں۔ دلیل:

1۔ کیوں کہ اس نے قرآن مجید کی اس آیت کو جھٹلایا جو ابھی میں نے بیان کی ہے﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾

2۔ شیخ بن باز: فرماتے ہیں، جس نے یہ یقین کیا کہ وہ قوانین اور فیصلے جنہیں لوگ بناتے ہیں شریعت اسلام سے بہتر ہیں یا اس کے برابر ہیں یا ان کی طرف لوٹ کر فیصلہ کرنا جائز ہے تو وہ کافر ہے۔(فتاویٰ بن باز، جلد نمبر1، صفحہ نمبر132)

4۔ چوتھی صورت، اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو جاننے اور یقین کرنے کے بعد اسے جھٹلا دے اسے جحود کہتے ہیں۔ دلیل؟ اجماع ہے۔ شیخ بن باز: فرماتے ہیں، اور اسی طرح اس کے حق میں جس نے کسی چیز کو جھٹلا دیا جسے اللہ تعالیٰ نے واجب کر دیا تو بے شک وہ کافر اور مرتد ہے اگرچہ وہ اسلام کا دعویٰ کرے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔(فتاویٰ بن باز، جلد نمبر7، صفحہ نمبر78)

5۔ صورت نمبر پانچ، اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا جھٹلا دے بغیر یقین کے، بغیر جاننے کے اسے تکذیب کہتے ہیں۔ جھٹلانا، یہ بھی کفر اکبر ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں کہ ہر جھٹلانے والا جس نے اس چیز کو جھٹلایا جو پیغمبر π لے کر آئے تو وہ کافر ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 79)یعنی جس نے جحود کیا۔ دیکھیں اردو زبان میں جب ترجمہ ہم کرتے ہیں تو جحود اور تکذیب کا فرق ظاہر نہیں ہوتا تو دونوں میں فرق یہ ہے کہ جحود ہوتا ہے جب آپ کو یقین ہے اس کے بعد جھٹلایا اسے جحود کہتے ہیں اگرچہ اردو میں ہم صرف جھٹلانا ہی کہتے ہیں۔ جاننے کے بعد جھٹلانا جحود ہوتا ہے اور ویسے ہی جھٹلانا، اس کو تکذیب کہتے ہیں۔ یعنی یہ جو آیت ہے میں نہیں مانتا اسے تو آیت کو جھٹلایا۔ ایک مسلمان ہے اس کو اس آیت پر یقین بھی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لیکن پھر بھی اسے جھٹلا دے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے، میں نہیں مانتا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہے۔

علامہ ابن القیم: فرماتے ہیں، کفر تکذیب یہ ہے کہ یہ یقین کرنا کہ پیغمبر π جھوٹے ہیں نعوذ باللہ۔(مدارج السالکین، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 346)

یعنی جو پیغمبر π لے کر آئے ہیں انہوں نے جھوٹ بولا چاہے ایک حدیث میں ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے یا جو نبی رحمت ﷺ لے کر آتے ہیں شریعت لے کر آتے ہیں اس کو جھٹلاتے ہیں، وہ دونوں برابر ہیں۔

دیکھیں کہ اردو میں دونوں کا مطلب جھٹلانا ہی ہے، تکذیب ہوتا ہے کہ آپ نے اس پر یقین نہیں کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ایک کافر ہے اسے جھٹلا دیتا ہے یا ایک شخص جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے اسے جاننے کے بعد جھٹلاتا ہے تو اسے جحود کہتے ہیں۔ ایک شخص نے مانا ہی نہیں، وہ مانتا ہی نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے یا حدیث کا یہ مقصد ہے تو اگرچہ یہ بھی جھٹلانا ہی ہوتا ہے لیکن اسے علماء اصول کے نزدیک اسے تکذیب کہتے ہیں اور اسے جحود کہتے ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو بات ایک ہی ہے، یہ بھی کافر ہے اور وہ بھی کافر ہے لیکن کیوں کہ ایک اور صورت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے یہاں پر علماء اصول نے اس کا فرق بیان کیا ہے۔

6۔ چھٹی صورت، اگر اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ یہ ہی اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے یعنی اسے شریعت کی طرف منسوب کر دے۔ مثال وہی کہ چور نے چوری کی، ثابت ہو گیا قاضی کے سامنے، شرطیں بھی ثابت ہو گئیں۔ شریعت کا کیا حکم ہے؟ دایاں ہاتھ کاٹنا چاہیے اس مٹھی کے جوڑ سے۔ اب یہ حکمران کہتا ہے کہ نہیں اس کو دو مہینے کہ سزا دے دیں قید کر دیں جیل میں اور یہ کہتا ہے کہ یہ ہی شریعت کا فیصلہ ہے، اب یہاں پر اس نے اس فیصلے کو جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ نہیں ہے شریعت کی طرف منسوب کر دیا، اسے کہتے ہیں تبدیل اور یہ بھی کفر اکبر ہے اگرچہ ایک ہی مسئلے میں تبدیلی کیوں نہ ہو۔ یہ نہیں کہ وہ یہ کہے کہ سارے فیصلے شریعت کی طرف منسوب ہیں نہیں، اگر اس نے ایک فیصلہ بھی شریعت کی طرف منسوب کر دیا اور شریعت میں سے نہ ہو تو ایسا شخص بھی کافر ہے۔ اس کی دلیل میں اجماع ہے آیتیں بھی بہت ہیں احادیث بھی ہیں لیکن میں اجماع اس لیے بیان کر رہا ہوں کہ علماء نے ان کو کیسے سمجھا ہے، سلفیت کا یہ ہی طریقہ ہے یہ ہی راستہ ہے۔ دلیل، اجماع ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں، اور انسان جب کسی حرام چیز کو حلال کر دے جس کے حرام ہونے پر اجماع ہو اور حلال چیز کو حرام کرے جس کے حلال ہونے پر اجماع ہو یا اس شرع کو تبدیل کر دے جس پر اجماع ہو تو وہ کافر و مرتد ہو گا جس پر فقہاء اسلام کا اتفاق ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 267)۔ تو یہاں پر اس صورت میں جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ فیصلہ نہیں ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیا۔

یہ چھ صورتیں ہیں کفر اکبر کی۔ اب یہاں پر دو بنیادی باتیں ہیں سمجھ لینا ضروری ہیں:

1۔ یہ سب امور اعتقادی امور ہیں جن کا تعلق دل سے ہے یعنی اگر کوئی بھی حکمران یہ عقیدہ رکھتا ہے جو میں نے بیان کیا ابھی کہ ان کا یہ عقیدہ ہے لیکن وہ فیصلہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، اس کا عقیدہ ہے کہ چور کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں ہے بلکہ چور کی دو مہینے کی سزا ہے اور میں اسے ہاتھ کاٹنے

سے بہتر سمجھتا ہوں اور اسے اس پر یقین ہے لیکن وہ لوگوں کے ڈر سے ہاتھ کاٹتا ہے تو کیا مسلمان ہے؟ نہیں، یاد رکھیں۔ کیوں؟ کیوں کہ اعتبار اس کی زبان کا قول نہیں اس وقت اگر اس کا یہ عقیدہ ہے۔ ہم ظاہراً کیا کریں گے؟ ظاہراً جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہی کہیں گے ہم جب تک وہ زبان سے نہیں کہتا۔ ظاہراً اس نے ہاتھ کاٹا ہے تو ہمارے نزدیک اس نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا ہے اب جو اس کے دل میں وہ ربّ جانتا ہے کہ اس کے دل میں کیا ہے ہمارے نزدیک تو وہ مسلمان ہے۔ کیوں؟ کیوں کہ اس نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ میں اس لیے یہ بات بیان کر رہا ہوں کہ عقیدے کے جتنے مسائل ہیں ان کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔

2۔ دوسری صورت دوسری بنیادی بات اس کے برعکس ہے کیوں کہ ان امور کا تعلق دل سے ہے اور کوئی بھی حکمران ان ساری چیزوں پر عمل جتنے چھ عقیدے میں نے یہاں پر بیان کیے ہیں ان سب میں سے یا ان میں سے ایک عقیدہ رکھتا ہے اور اس نے فیصلہ کیا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف تو ہم اسے کہیں گے یہ کفرِ اکبر ہے؟ نہیں کہیں گے جب تک وہ اپنی زبان سے اس کو ظاہر نہیں کرتا۔ کیوں؟ کیوں کہ دل کی بات اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس کا عقیدہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

تو یہ دو باتیں اہم ہیں اور ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے، جو پہلی بات ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ہم نہیں جانتے اور جو دوسری بات ہے اس نے فیصلہ تو کیا ہاتھ تو چور کے نہیں کاٹے لیکن دو مہینے کی سزا دی اگر اس نے اعلان کیا کہ یہ بہتر ہے اور کرنے والوں نے کیا بھی ہے، جو کرنے والا جس نے کیا ہے تو یہ سب حکمرانوں پر نہیں ہے یہ ایک معین کیس ہے ایک معین کڑی 28:35 ہے اس پر الگ سے ہم یہ حکم جاری کرتے ہیں لیکن اگر کسی نے یہ نعرہ نہیں لگایا یا اس کا اعلان نہیں کیا اور اس نے صرف ہاتھ کاٹنے کی سزا کو نہیں لاگو کیا بلکہ دو مہینے کی سزا نافذ کر دی اور اس نے زبان سے بھی اس کا اقرار نہیں کیا، اس سے پوچھو کہ یہ آپ نے کیوں کیا؟ وہ کہتا ہے بھئی کرسی کے لیے میں نے کیا ہے یا کسی دنیاوی مسئلے کے لیے میں نے کیا ہے، یاد رکھیں تو ایسا حکمران کافر، کفرِ اکبر کا مرتکب نہیں ہے کیوں کہ یہ اعتقادی مسائل ہیں اور اعتقادی مسائل کا سارا دارومدار دل سے ہوتا ہے اور دل کے مسئلے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، تفصیل اس کی بھی آگے آ رہی ہے۔

اب آتے ہیں دوسری صورت جو کفرِ اصغر کی صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فیصلے کو جو اس نے نافذ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ہے اور اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے برابر بھی نہیں اور نہ ہی اسے جھٹلایا اور جحود بھی نہیں اور تکذیب بھی نہیں کی اور نہ ہی اس فیصلے کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا نہ دین کی طرف منسوب کیا لیکن اس نے یہ غلط فیصلہ کیا صرف دنیاوی شہوت کے لیے کیا ہے تو یہ کفرِ اصغر ہے کفرِ اکبر نہیں۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے لیکن اس نئے فیصلے کو شریعت کی طرف منسوب نہ کرے اور نہ اسے یقین ہے کہ یہ فیصلہ جائز ہے اور نہ ہی شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے اور نہ اس کے برابر ہے اور نہ ہی اسے جھٹلایا ہے اسے کہتے ہیں استبدال، وہ تھا تبدیل اور یہ ہے استبدال۔ تبدیل میں کیا ہے؟ کہ ایک نیا فیصلہ ہے شریعت کے خلاف ہے اور شریعت کی طرف منسوب بھی کرنا ہے، یہ تو کفرِ اکبر ہے لیکن ایک شخص حکمران ہے اس نے نیا فیصلہ تو بیان کیا اور اسے نافذ بھی کیا لیکن شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا۔ پوچھا گیا کہ یہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟ اس نے کہا کہ یہ شریعت میں نہیں ہے یہ میری طرف سے ہے یا فلاں کوئی حکمت والا شخص تھا عقل والا شخص تھا اس سے میں نے یہ لیا ہے یا کسی بھی اپنے باپ دادا کے اقوال یا جو اس کا اپنا جرگہ ہے اس سے بہرحال جہاں سے بھی وہ لے کر آیا ہے لیکن اسے شریعت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ فیصلہ تبدیل ہوا کہ نہیں ہوا؟ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تبدیل ہوا لیکن کیوں کہ اس نے اسے شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا تو اسے تبدیل نہیں بلکہ استبدال کہا جاتا ہے۔ ان

دو لفظوں میں فرق یہ ہے کہ تبدیل کفر اکبر ہے جان بوجھ کر اس نے ایسا کیا اور شریعت کی طرف بھی منسوب کیا، یہاں پر جان بوجھ کر اس نے فیصلے کو تبدیل تو کیا ہے لیکن شریعت کی طرف منسوب نہیں کیا اسے تو یہ کفر اصغر ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے کہ کفر اصغر ہے؟ اس پر بھی اجماع ہے۔

علامہ ابن عبد البر: فرماتے ہیں، اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ جس نے بھی فیصلہ کرتے وقت ظلم اور ناانصافی کی تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے جس نے جان بوجھ کر جانتے ہوئے ایسا کیا (التمہید، جلد نمبر 16، صفحہ نمبر 358)

2۔ دوسری صورت کفر اصغر کی، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے اپنے قانون سے جو اس نے خود بنایا ہے اور کسی جرگے سے یا کسی سے نہیں نہیں لیا خود اپنی عقل سے یہ قانون بنایا اور اسے یہ یقین ہے کہ اس کا یہ نیا فیصلہ نیا قانون جو شریعت کے مخالف ہے یہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی شریعت کے قانون سے، فیصلے سے یہ بہتر ہے اور نہ اس کے برابر ہے اور نہ ہی اسے جھٹلاتا ہے اور ہی اسے شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے اسے کہتے ہیں تقنین، قانون سازی اور یہ بھی کفر اصغر ہے کیوں کہ کفر اکبر کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ کفر اصغر کیوں ہے؟ گناہ کبیرہ کیوں ہے؟ کیوں کہ شریعت کے مخالف اس نے ایک عمل کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ اور جو آیات ہیں یاد رکھیں ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (المائدۃ/44) اس کے بعد پھر ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (المائدۃ/45) پھر ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ (المائدۃ/47) تو گناہ ایک ہی ہے حکم تین مختلف ہیں۔ ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴾ تینوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا لیکن تینوں کے حکم مختلف ہیں۔ ایک کفر ہے کفر اکبر اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کفر اکبر ہے جیسا آگے تفصیل آئے گی تو باقی جو دو ہیں ظلم ہے اور فسق ہے جو کفر اصغر ہے۔

3۔ تیسری صورت، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرے اپنے قانون سے جو اسے پسند ہے اور اس قانون اور فیصلے کو اپنے ماتحت سب عوام پر نافذ کر دے اور لوگوں پر لازم کر دے اور جو اسے ترک کرے اسے سزا دے لیکن اس کا یقین ہے کہ اس کا قانون جو اس نے ابھی نافذ کیا ہے وہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے اور نہ ہی برابر ہے اور نہ ہی اسے جھٹلاتا ہے اور نہ اسے شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے اسے کہتے ہیں تشریع عام اور یہ صورت محققین علماء کے نزدیک کفر اصغر ہے کفر اکبر نہیں کیوں کہ اس کے کفر اکبر ہونے کی صراحتاً کوئی دلیل نہیں ہے اور بغیر دلیل کے کوئی حکم نافذ نہیں کیا جاتا اور خاص طور پر کفر اکبر کے مسئلے میں اور اسی صورت میں اہل سنت والجماعت کے بعض علماء کا اختلاف ہوا، یہاں پر اب بلادی فرقے ختم ہوگئے۔ تشریع عام کہ ایک حکمران ہے اس نے سارے کے سارے فیصلے تبدیل کیے اور لوگوں پر لازم کر دیا کہ اس پر عمل کرو جیسا کہ آج کل کے بعض مسلمان ملکوں میں آپ کو نظر آتا ہے یہ۔ تو کیا ایسا حکمران کافر، کفر اکبر یا کفر اصغر کا مرتکب ہے؟ اہل سنت والجماعت کے بعض علماء کا اس میں اختلاف ہے، بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ کفر اصغر ہے اور بعض نے یہ کہا کہ کفر اکبر ہے اب اس کی وضاحت سماعت فرمائیں۔

پہلی بات یہ ایک نوٹ ہے سمجھنے کے لیے، یہ اس لیے بار بار میں نے دہرایا ہے کہ اس کا یہ یقین ہے کہ جو قانون اس نے نافذ کیا کہ وہ جائز نہیں اور نہ ہی شریعت کے فیصلے سے بہتر ہے، نہ ہی برابر ہے، نہ ہی جھٹلاتا ہے اور نہ ہی شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے کیوں کہ ہر مسلمان بنیادی طور پر کفر سے پاک ہے اور اس کا عقیدہ درست ہے جب تک کہ اس سے کوئی ایسا قول یا عمل نہ ظاہر ہو جائے جو اسے یقینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں کہ جس شخص کا اسلام یقین سے ثابت ہو اجائے تو محض شک کی بنیاد پر اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 12، صفحہ نمبر 466)

اب دونوں فریقین، اہل سنت والجماعت کے دونوں علماء کے دلائل کیاہیں، اس پر ہم گفتگو کرتے ہیں اور اسی صورت پر آج زیادہ جھگڑا ہے اور اسی صورت کو میں مزید تفصیل سے بیان کرتاہوں کہ دونوں علماء کے اقوال کیاہیں اور حق بات کیا ہے۔

1۔ جو پہلا گروہ ہے کہ تشریع عام کفر اکبر ہے۔ اور اس قول کی طرف میں بات کروں گا آج کے معاصر علماء کی جو ابھی اس زمانے سے گزرے ہیں اگر میں سب علماء کی بات کروں تو وقت نہیں کیوں کہ موضوع بہت لمبا ہے تو میں پوری بات نہیں کرپاؤں گا تو جو آج کے دور میں موجود علماء ہیں اہل سنت والجماعت کے جو معروف علماء ہیں خاص طور پر سعودی عرب میں ان کی بات میں کرتاہوں اور اس قول کی طرف کہ تشریع عام کفر اکبر ہے، شیخ محمد ابراہیم آل شیخ: اور شیخ صالح الفوزانδ یہ ان کا فتویٰ ہے، ان کی دلیل:

1۔ قرآن اور سنت میں ایسے حکمران کی کفر اکبر ہونے کی کوئی خاص دلیل نہیں ہے اور ان علماء نے بھی تعلیل بیان کی ہے دلیل نہیں اس لیے جب شیخ صالح الفوزانδ نے اپنی کتاب، کتاب التوحید میں شیخ محمد ابراہیم: کا قول کا نقل کیا اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ قول دیکھیں جو کتاب التوحید میں موجود ہے، کتاب التوحید شیخ محمد بن عبد الوہاب: کی نہیں شیخ صالح الفوزان: کی۔ اس میں دیکھیں کہ جب انہوں نے اس موضوع پر بات کی ہے اور شیخ محمد ابراہیم: کا قول نقل کیا ہے تو اس سے کوئی دلیل بیان نہیں کی بلکہ انہوں نے لازم کی بات کی جو ابھی میں بیان کروں گا۔ تو دلیل انہوں نے بیان نہیں کی نہ تو شیخ محمد بن ابراہیم: نے دلیل بیان کی اور نہ ہی شیخ صالح الفوزانδ نے دلیل بیان کی اور جن عام آیات کا استدلال لوگ کرتے ہیں ان عام آیات میں ابھی میں آخر میں جو شبہات ہیں جو غلط فہمیاں ہیں ان کا میں جواب دوں گا۔

شیخ محمد ابراہیم: اور شیخ صالح الفوزانδ کی تعلیل کیا ہے؟ یہ ہے کہ ایسا حکمران جو پوری شریعت کے قوانین کو چھوڑ کر اپنے یا کسی اور کے قوانین کو نافذ کرتا ہے اور اپنے ماتحت سب پر عام کردیتا ہے تو اس سے لازم ہوتا ہے کہ اس نے قوانین کو اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل سمجھا ہے، اس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ قوانین اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے سے اچھے ہیں اس لیے وہ کافر ہے کفر اکبر ہے۔

یعنی حکمران ہے اس نے جو فیصلے ہیں قوانین نافذ کیے ہیں، اس نے یہ کیوں کیا؟ اس لیے کیا کہ اس کی لازم بات ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے یہ سمجھا ہے اور عقیدہ رکھا ہے کہ جو اس نے یہ فیصلہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے بہتر اور افضل ہے۔ تو یہ تعلیل ہے ان کی، یہ وجہ ہے۔ انہوں نے کیوں کہ یہ فرمایا ہے کہ کفر اکبر ہے؟ اب اس کا جواب، ان جلیل القدر واجب الاحترام فاضل علماء کی یہ تعلیل نظر ثانی کی مستحق ہے۔ اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور جو باتیں انہوں نے بیان کی ہیں ان کا جواب میں اس طریقے سے بیان کرتا ہوں:

1۔ تکفیر کے اہم ضوابط میں سے ایک ضابطہ یہ ہے کہ کافر صرف وہ ہے جس کے کفر پر کوئی دلیل موجود ہو قرآن سے، سنت سے یا اجماع سے اور اس مسئلے میں کوئی دلیل ہے ہی نہیں۔

2۔ لازم سے کسی کے کافر ہونے کا استدلال کرنا بھی درست نہیں کیوں کہ لازم کا بھی بعض اوقات ثبوت نہیں ہوتا۔ یعنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حکمران ایسا کرنے کے باوجود بھی ان قوانین کو شریعت کے قوانین سے افضل نہ سمجھتا ہو۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں، یہ لازم نہیں ہے کہ اگر کوئی کہنے والا کچھ ایسا کہے جس سے اللہ تعالیٰ کی اسماء وصفات کی تعطیل وانکار مقصود ہو کہ اس کے عقیدے میں تعطیل اور انکار ہے بلکہ ایسا شخص اسماء وصفات کو ثابت کرنے کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن اسے اس لازم کا علم ہی نہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 16، صفحہ نمبر 461)

3۔ اس لازم کے مسئلے میں شک ہے کہ اس کا یعنی ایسے حکمران کا یہ عقیدہ ہے کہ نہیں اور جب شک ہوتا ہے تو شک کی بنیاد پر دلیل قائم نہیں ہو سکتی اور شریعت کی حدیں بھی ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ تو تکفیر کا مسئلہ ہے جو حدود و تعزیرات سے زیادہ سنگین ہے اور اس مشہور قاعدے کے بھی خلاف ہے۔ جب احتمال وارد ہوتا ہے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے "إذا ورد الإحتمال بطل الإستدلال"۔

4۔ یہ لازم مشہور شرعی قاعدے کے خلاف ہے، جس کا اسلام یقین سے ثابت ہو جائے وہ محض شک کی بنیاد پر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 12، صفحہ نمبر 466)

5۔ عقیدے کا تعلق دل سے ہوتا ہے یعنی کسی شخص کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے فلاں چیز کو فلاں سے بہتر سمجھا ہے، اس کا تو دل سے تعلق ہے اور دل کے احوال کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جب تک وہ شخص اپنی زبان سے اقرار نہیں کرتا کہ اس نے غیر اللہ کے فیصلے کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے سے افضل سمجھا ہے اس پر کفر اکبر کا فتویٰ لگانا درست نہیں اور اس مسئلے کی دلیل سیدنا اسامہ بن زید ؓ کا مشہور قصہ صحیح بخاری، مسلم میں کہ جب انہوں نے ایک کافر کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید ؓ پر شدید غصے کا اظہار کیا اور فرمایا کہ (تو نے اس کا سینہ کھول کر دیکھا تھا کہ اس نے صرف زبان سے کلمہ پڑھا تھا)۔ وہ قصہ مشہور ہے، صحیح بخاری حدیث نمبر 6872، 4269 اور صحیح مسلم میں حدیث نمبر 273۔

6۔ اس لازم کے طریقے سے ایسے حکمران پر کفر اکبر کا فتویٰ لگانے سے دوسری لازم بات نکلتی ہے جس کے کفر اکبر کے نہ ہونے کا اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص گھر کا سربراہ ہے اور اپنے گھر میں شراب خانہ کھول لیتا ہے نعوذ باللہ، اور اپنے ماتحت گھر والوں کو اس کاروبار کو کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور یہ شخص کسی کی نصیحت سننے کے لیے تیار نہیں تو ایسا شخص کیا کافر، کفر اکبر کا مرتکب ہو گا یا کفر اصغر کا مرتکب ہو گا؟ کفر اصغر کا مرتکب ہے گناہ کبیرہ ہے۔ جب ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور گھر کا سربراہ اپنے گھر کے لیے اس حکمران کے برابر ہوتا ہے جو پورے ملک کا حکمران ہوتا ہے، گھر کا سربراہ گھر کا ذمہ دار اور ملک کا سربراہ ملک کا ذمہ دار تو اس چیز میں دونوں برابر ہیں، جب یہ کافر نہیں ہیں تو وہ کیسے کافر ہو سکتا ہے۔

اب دیکھیں، علامہ ابن عبد البر: فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت، اہل فقہ اور اہل اثر دونوں کا اتفاق ہے کہ کسی شخص کو اس کا گناہ اسلام سے خارج نہیں کرتا ہے چاہے کتنا بڑا کیوں نہ ہو (تمہید، جلد نمبر 16، صفحہ نمبر 315)۔

ظاہر ہے کہ گناہ سے مراد کفر اور شرک اکبر نہیں اس کے علاوہ جو بھی گناہ ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو بھی گناہ کرے تو کافر نہیں ہے یعنی شرک بھی کرے اور کفر بھی کرے یہ مقصد نہیں ہے یعنی جو بھی گناہ شرک اور کفر کے علاوہ ہو، کبیرہ گناہ کوئی بھی ہو تو اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتا۔

7۔ یہ لازم بات درست نہیں ہے اس لیے العلامہ الفقہی الشیخ محمد بن صالح العثیمین: نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا۔ شیخ العثیمین: یہ ہی سمجھتے تھے ان کا فتویٰ بھی ہے کہ تشریع عام کرنے والا حکمران کافر ہے کفر اکبر کا مرتکب ہے لیکن جب انہوں نے تحقیق کی اور دیکھا تو اپنی وفات سے پہلے اس قول سے رجوع کر لیا۔ اب دونوں قول ملاحظہ فرمائیں، ان کا پہلا قول جو تھا، وہ فرماتے ہیں کہ:

1۔ کیوں کہ جس نے ایسا قانون نافذ کیا جو اسلامی شریعت کے خلاف ہے تو اس شخص نے صرف اس لیے ایسا کیا کہ اس کا یہ عقیدہ ہے کہ جو قانون اس نے نافذ کیا اسلام سے بہتر ہے اور لوگوں کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (فتاویٰ ابن العثیمین، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 143)

بات پھر وہی لازم کی آگئی ہے کہ جس نے ایسا کیا اس پر لازم ہے اور اس کا عقیدہ یہ ہے۔ دوسرا قول ملاحظہ فرمائیں، ان کا دوسرا قول جس میں انہوں نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا وہ فرماتے ہیں:

2۔ اگر کوئی حکمران قانون نافذ کرے اور اسے دستور بنادے جس پر لوگ چلتے رہیں اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اس میں ظالم ہے (یعنی جانتا ہے کہ شریعت کی طرف منسوب بھی نہیں کرتا، برابر بھی نہیں ہے، بہتر بھی نہیں ہے، جتنی میں نے صورتیں بیان کی ہیں) اور حق اس میں ہے جو قرآن اور سنت میں ہے تو ہم ایسے شخص کو کافر نہیں کہہ سکتے، کافر تو صرف وہ ہے جو غیر اللہ کے فیصلے کو بہتر سمجھے یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے برابر سمجھے۔

یہ فتویٰ التحریر فی مسالہ التکفیر، کیسٹ میں اور یہ کیسٹ آج بھی موجود ہے اور اس فتوے کی تاریخ 22-03-1420 ہجری ہے۔ جیسا کہ اس کیسٹ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے اور کتابی شکل میں بھی یہ فتویٰ اب مارکیٹ میں موجود ہے۔

یہ تھی پہلی دلیل جو انہوں نے بیان کی ہے کہ ایسا حکمران کافر اور کفر اکبر کا مرتکب ہے جو پہلی دلیل تو نہیں تھی لیکن تعلیل تھی اور اس تعلیل کا جواب میں نے بیان کر دیا سات وجوہات سے اور یہ تعلیل درست نہیں ہے اگرچہ کہنے والے ہمارے قابل احترام معتبر علماء ہیں لیکن یہاں پر ان کی جو بات ہے یہ نظر ثانی کی مستحق ہے، اس پر نظر ثانی کرنی چاہیے اور جیسا کہ شیخ ابن العثیمین: نے جب اس مسئلے کو دیکھا اور آخر میں وفات سے پہلے اپنے اس فتوے سے رجوع کر لیا۔

اب چند غلط فہمیاں ہیں جس کو یہ لوگ دلیل کے طور پر بیان کرتے ہیں ان کے علاوہ جو ابھی میں نے پہلے بیان کیا ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایسا حکمران کافر اور کفر اکبر کا مرتکب ہے ان کے پاس اور بھی دلائل ہیں اب ان پر ہم بات کرتے ہیں۔ دوسری دلیل، ان کے ہاں دلیل ہے اور ہمارے ہاں غلط فہمی ہے، دلیل بھی میں بیان کرتا ہوں اور ازالہ بھی میں بیان کرتا ہوں۔

ان کی دوسری دلیل، جس آیت کریمہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (المائدۃ/44) وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت دلیل ہے، جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کا جواب:

یہ بات درست ہے کہ اس آیت کریمہ کے ظاہر سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو چھوڑا وہ کافر ہے لیکن یہ ظاہر چند وجوہات کی وجہ سے درست نہیں:

پہلی وجہ، اہل سنت والجماعت کے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت سے ظاہر مراد نہیں ہے اور اس آیت کے ظاہر سے خوارج اور معتزلہ کفر اکبر کا استدلال کرتے تھے۔ اب علماء کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1۔ علامہ قرطبی: فرماتے ہیں کہ اس آیت کے ظاہر سے وہ لوگ کفر اکبر کی حجت بیان کرتے ہیں جو گناہوں کی وجہ سے کفر اکبر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور وہ خوارج ہیں اور اس آیت میں ان کی کوئی حجت نہیں۔ (المفہم، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 117)

2۔ حافظ ابن عبد البر: فرماتے ہیں، اور اہل بدعت کی ایک جماعت گمراہ ہوئی خوارج اور معتزلہ میں سے اس باب میں پس انہوں نے ان آثار سے حجت بیان کی کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب کافر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے ایسی آیت کو حجت بنایا جن سے ظاہر مراد نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (التمہید، جلد نمبر 16، صفحہ نمبر 312)

3۔امام الآجری: فرماتے ہیں، اور حروری یعنی خوارج جن متشابہ آیات کی پیروی کرتے ہیں ان میں سے یہ آیت بھی ہے ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ اور اس آیت کے ساتھ یہ آیت بھی بیان کرتے ہیں ﴿ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴾ (الانعام/1)۔ پس جب وہ کسی حکمران کو دیکھتے ہیں کہ وہ بغیر حق کے فیصلہ کرتا ہے کہتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور جس نے کفر کیا اس نے اپنے ربّ کے ساتھ کے ساتھ شریک بنالیا پس یہ حکمران مشرک ہیں پھر نکلتے ہیں اور وہ کرتے ہیں جو آپ دیکھتے ہیں کیوں کہ اس آیت کی تاویل کرتے ہیں۔(الشریعہ، امام الآجری کی مشہور کی کتاب ہے صفحہ نمبر 44)

2۔ دوسری وجہ کہ اس آیت سے ظاہر مراد نہیں ہے، جس نے بھی گناہ کیا یا نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کو چھوڑ دیا۔ امام ابن حزم: سورۃ المائدۃ کی تینوں آیات 44، 45 اور 47 کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں، تو لازم ہے معتزلہ پر کہ وہ ہر گناہ گار ظالم اور فاسق شخص کے کفر کی تصریح کریں کیوں کہ جس نے نافرمانی کی اور معصیت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے مطابق فیصلہ نہیں کیا۔

کیوں کہ آیات عام ہیں ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ ﴾ من صیغ العموم میں سے یعنی کوئی بھی ہو، تو جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کیا وہ کافر ہے تو اگر آپ صرف حکمران کو کافر کہتے ہو تو باقی کافر کیوں نہیں ہیں؟ اگر چہ یہاں پر عموم کا لفظ ہے تخصیص کا لفظ یہاں پر نہیں ہے۔

3۔ تیسری وجہ، اس آیت کریمہ سے ظاہر مراد نہیں ہے کہ اگر کوئی حکمران یا کوئی اور شخص ایک یا دو شریعت کے مسائل کے خلاف فیصلہ کرے یا اپنے ماتحت عوام پر صرف دو یا تین مسائل میں شریعت کے قوانین کے خلاف فیصلہ کرے تو بھی کافر، کفر اکبر کا مرتکب ہو گا کیوں کہ اس آیت کے ظاہر سے یہ ہی مراد ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کو چھوڑ دیا اس کی مقدار معین نہیں کہ ایک فیصلہ ہے یا دو ہیں یا ساری کی ساری شریعت ہے اور ایسے حکمران کے کفر کی نفی تو آپ بھی یعنی وہ گروہ بھی کرتا ہے جیسا کہ شیخ محمد بن ابراہیم اور شیخ صالح الفوزان نے بیان کیا۔

4۔ چوتھی وجہ کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر مراد نہیں ہے یہ آیت ایسے حکمران کے کفر کی دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس آیت پر کفر اکبر کی دلالت پر علماء کا اختلاف ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس ω اور حضرت عطاء اور حضرت طاؤس σ سے ثابت ہے کہ وہ اس آیت کریمہ سے کفر دون کفر یعنی کفر اصغر ہی مراد لیا ہے اور یہ اختلاف ہر دور میں موجود تھا اور آج کے دور میں بھی موجود ہے اور قاعدے کے مطابق "إذا ورد الإحتمال بطل الإستدلال"۔ تو یہ دلیل بھی درست نہیں کہ اس آیت کریمہ سے یہ دلیل لی جائے کہ ایسا حکمران کافر ہے کفر اکبر کا مرتکب ہے۔

3۔ ان کی تیسری دلیل یا تیسری غلط فہمی، بعض علماء نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ۭ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾ (المائدۃ/50)

اس کا جواب، اس آیت کریمہ میں واضح دلیل ہے اس حکمران کے کافر ہونے پر کہ جو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں سے دوسرے قوانین کو احسن اور افضل سمجھتا ہو اور اس مسئلے کو تفضیل کہتے ہیں اور ایسے حکمران کے کافر ہونے پر ہمارا کوئی اختلاف نہیں لیکن یہ آیت کریمہ ایسے حکمران کے کفر کی دلیل نہیں بن سکتی جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے قوانین کو نافذ کرے جب تک وہ ان قوانین کو اللہ تعالیٰ کے قوانین سے بہتر نہ سمجھے اور اس کی تصریح نہ کردے۔

4۔ چوتھی دلیل یا چوتھی غلط فہمی، بعض علماء نے اس آیت کریمہ کو بطور دلیل پیش کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِــيْمًا﴾ (النساء/65)

54:54 اس دلیل یا اس غلط فہمی کا جواب۔ اس آیت کریمہ سے کفر اکبر کبھی مراد نہیں ہے بلکہ ایمان کامل کی نفی مقصود ہے یعنی ایمان ناقص ہے اور وجوہات ملاحظہ فرمائیں:

1۔ پہلی وجہ، یہ آیت انصاری بدری صحابی پر نازل ہوئی جن کا سیدنا زبیر بن عوام τ سے جھگڑا ہوا اور نبی رحمت ﷺ نے سیدنا زبیر τ کے حق میں فیصلہ سنا دیا تو اس انصاری صحابی نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اس لیے سیدنا زبیر τ کے حق میں فیصلہ کیا کیوں کہ وہ آپ ﷺ کی پھوپھی کا بیٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ پورا قصہ آپ دیکھ سکتے ہیں، بخاری حدیث نمبر 2059 اور حدیث نمبر 2362 اور صحیح مسلم حدیث نمبر 6065۔ تو کیا نعوذ باللہ یہ بدری صحابی کافر ہے؟ یہ آیت ان صحابی پر نازل ہوئی۔

2۔ دوسری وجہ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں اور یہ آیت ہے جسے خوارج بطور حجت پیش کرتے ہیں حکمرانوں کی تکفیر کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلوں کے خلاف فیصلہ کرتے ہیں۔ (منہاج السنہ، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 131)۔

اور اس آیت کریمہ پر شیخ بن باز: کی تعلیق ملاحظہ فرمائیں (فتاویٰ بن باز، جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 249)۔

5۔ دلیل یا غلط فہمی نمبر پانچ، بعض علماء نے اس آیت کو بطور دلیل پیش کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴾ (النساء/60)

جواب، یہ آیت کریمہ کفر اکبر کی دلیل نہیں بن سکتی۔ وجوہات ملاحظہ فرمائیں:

پہلی وجہ، اس آیت کریمہ سے منافقین مراد ہیں اور ان کے نفاق کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں:

1۔ ان کا شروع سے ایمان ہی نہیں بلکہ محض دعویٰ تھا۔

2۔ وہ اس لیے منافق ہیں کہ وہ طاغوت کے فیصلوں پر راضی ہوئے اور جب کسی چیز میں احتمال ہوتا ہے تو استدلال درست نہیں ہوتا۔ اس آیت کریمہ میں انہوں نے طاغوت کے فیصلے کو بہتر سمجھا ہے اور اس پر راضی ہوئے اس لیے وہ کافر ہیں۔ علامہ ابن جریر طبری: فرماتے ہیں "یریدون ان یتحاکموا "یعنی اپنے جھگڑوں میں" الی الطاغوت"یعنی جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں اور ان کے اقوال کو صادر کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر راضی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کو چھوڑ کر"وقدامروا ان یکفروا بہ"یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہر اس چیز کو جھٹلا دیں جو طاغوت لے کر آتا ہے اور جس کی طرف وہ فیصلہ کرتے ہیں پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا اور شیطان کی پیروی کی۔ (تفسیر طبری، جلد نمبر 5، صفحہ نمبر 96)

6۔ دلیل یا غلط فہمی نمبر چھ، صحیح مسلم کی حدیث نمبر 4415 جس میں یہودیوں کا تورات کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے اور زانی کو رجم کی سزا کو چھوڑ کر اس کا منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے کی سزا دینا اور اس قانون کو اپنے ماتحت سب یہودیوں کے لیے لازم کر دینے کا قصہ بیان کیا ہے بعض علماء نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا۔

اس کا جواب، یہ حدیث صحیح ہے اور یہودی بھی کافر اور کفر اکبر کے مرتکب ہیں، اس میں کسی کو کوئی شک نہیں لیکن جس مسئلے میں ہمارا اختلاف ہے یہ حدیث اس مسئلے کی دلیل نہیں بن سکتی، صحیح ہے لیکن صریح نہیں ہے اور ایسا حکمران یہودیوں کی طرح کافر نہیں ہے جو اپنی طرف سے قانون بناتا ہے اور اپنے ماتحت لوگوں پر لازم کر دیتا ہے۔

مندرجہ ذیل وجوہات ملاحظہ کریں:

1۔یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کیا جو زانی محصن کے لیے تھا یعنی شادی شدہ زانی کے لیے تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں حدیث نمبر 4556 میں جب نبی کریم ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ کیا رجم تورات میں موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا تورات میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ تو اس طریقے سے انہوں نے انکار کیا اور انکار کرنے والا تو کافر ہی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

2۔یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تبدیل بھی کیا جیسا کہ صحیح بخاری حدیث نمبر 3635 میں واضح ہے جب نبی رحمت ﷺ نے ان سے سوال کیا، کیا تم لوگ تورات میں رجم پاتے ہو یا رجم جانتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم ان کو بدنام کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں۔یعنی رجم کی بات نہیں کی اور اسے تبدیل کہتے ہیں یعنی انہوں نے تورات کے اس فیصلے کو جو اصل میں تھا رجم جو تھا، سنگسار کرنا جو تھا اس کو تبدیل کر کے دوسری سزا بیان کر دی اور اسے منسوب کیا تورات کی طرف، شریعت کی طرف۔ تو اسے کیا کہتے ہیں؟ اسے تبدیل کہتے ہیں (اور یہ صورت کفر اکبر کی پہلے ہم بیان کر چکے ہیں) اور ایسا کرنا کفر اکبر ہے اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں لیکن کیا اس حکمران جو تشریع عام لے کر آیا ہے اس نے ایسا کیا؟ جواب واضح ہے کہ اس نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ اس نے نہ تو اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انکار کیا اور نہ ہی اسے شریعت کی طرف منسوب کیا اور اس صورت کو استبدال کہتے ہیں اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اور کفر اصغر ثابت ہوا۔ اور تبدیل اور استبدال میں فرق واضح ہے کہ تبدیل کرنے والا اور نیا قانون شریعت کی طرف منسوب کرتا ہے اور استبدال کرنے والا شخص ایسا نہیں کرتا۔ یہ عمل ظلم، فسق اور معصیت ضرور ہے لیکن کفر اکبر نہیں۔

حافظ ابن عبد البر: فرماتے ہیں، اور اس حدیث میں بھی یہ دلیل ہے کہ یہود اپنی تورات پر جھوٹ باندھتے تھے اور اپنے جھوٹ کو اپنے ربّ کی طرف منسوب کرتے اور اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب کرتے تھے۔(التمہید، جلد نمبر 14، صفحہ نمبر 9) تو اس سے ثابت ہوا دونوں مسائل ایک جیسے نہیں ہیں اور دونوں پر ایک ہی حکم کفر اکبر کا نافذ کرنا بھی درست نہیں۔

7۔ دلیل یا غلط فہمی نمبر سات، بعض علماء حافظ ابن کثیر: کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر: نے جب تاتاریوں کے قوانین کی کتاب الیاسق پر تبصرہ کیا تو ان کے کافر ہونے کا اجماع نقل کیا۔ کہاں پر؟ (البدیہ والنہایہ جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 128) تو آج کے حکمرانوں نے وہی راستہ اختیار کیا ہے جو تاتاریوں نے اختیار کیا تھا کہ ان کی طرح قوانین نافذ کرتے ہیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں تو اگر تاتاری کافر ہیں اور اس پر اجماع ہے تو آج کے حکمران کافر کیوں نہیں؟

جواب، حافظ ابن کثیر: نے تاتاریوں کے کفر پر اجماع بیان کیا وہ درست ہے اور تاتاری کافر تھے کیوں کہ وہ اپنے ایجاد کردہ قوانین کو حلال سمجھتے تھے اور شریعت کے قوانین سے افضل سمجھتے تھے اور حلال سمجھنا استحلال ہوتا ہے اور افضل سمجھنا تفضیل ہوتا ہے اور یہ دونوں کفر اکبر کی صورتیں ہیں۔ اور میں یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ دونوں صورتیں کفر اکبر کی ہیں۔ وہ حلال سمجھتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ: بیان کرتے ہیں جو تاتاریوں اور حافظ ابن کثیر: کے ہم عصر تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: اور حافظ ابن کثیر: اور تاتاری ایک ہی زمانے میں تھے۔ اب وہ فرماتے ہیں انہوں نے اس پورے ماحول کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ تاتاری دین اسلام کو یہود و نصاریٰ کے دین کی طرح سمجھتے تھے کہ یہ سب دین اللہ تعالیٰ کی طرف راستے ہیں جیسے امت میں میں چار مذاہب ہیں یہ ادیان بھی ایسے ہی ہیں (چار مذاہب یعنی کون سے؟ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) پھر ان میں سے کوئی یہودیوں کے دین کو ترجیح دیتا ہے اور کوئی نصاریٰ کے دین کو ترجیح دیتا ہے اور کوئی دین اسلام کو۔ (فتاویٰ

ابن تیمیہ، جلد نمبر 28، صفحہ نمبر 523)۔(تو ان کے کفر میں کوئی شک ہے جو یہود و نصاریٰ کو اور اسلام کو برابر سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سب کو منسوب کی کردے۔ اگرچہ تورات اور انجیل اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں ہیں لیکن جو آج موجود ہیں وہ تحریف ہو چکی ہیں) اور تاتاری اپنے قوانین کو الیاسق کو شریعت کے قوانین سے بہتر اور افضل سمجھتے تھے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ حافظ ابن کثیر: نے خود بیان کیا ہے، فرماتے ہیں، الیاسق ایک کتاب ہے جس میں احکام کا مجموعہ ہے جو اس نے مختلف شرائع سے لیا۔ چنگیز خان نے الیاسق کتاب کو فیصلے کی کتاب بنادیا کہ اسی پر فیصلہ کرنا ہے اب اس کی بات کر رہے ہیں علامہ ابن کثیر: وہ فرماتے ہیں کہ الیاسق ایک کتاب ہے جس میں احکام ہے جو اس نے یعنی چنگیز خان نے مختلف شرائع سے لیا یہودیت، نصرانیت اور اسلام اور اس میں اکثر احکام چنگیز خان نے صرف اپنے ہوا نفس کی بنیاد پر رکھے ہیں جو اس کے بعد میں آنے والوں کے لیے متبع شریعت بن گئے جسے وہ آگے کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے فیصلوں سے۔ جس نے ان میں سے ایسا کیا وہ کافر ہے اس کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف واپس نہ آئے اور ہر چھوٹے اور بُرے اور ہر چھوٹے اور بڑے مسئلے میں۔(تفسیر ابن کثیر، جلد نمبر 2، صفحہ نمبر 88 سورۃ المائدۃ آیت نمبر 50 کی تفسیر میں یہ بات انہوں نے بیان کی ہے)۔ انہوں نے **یقدمونها** کا لفظ استعمال کیا یعنی اسے آگے کرتے ہیں اور آگے کرنا تفضیل ہوتا ہے اور ایسا کرنے والا تو کافر ہی ہوتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا آج کے حکمران بھی تاتاریوں کی طرح اپنے قوانین کو شریعت کے قوانین پر افضلیت دیتے ہیں یا انہیں جائز سمجھتے ہیں؟ یقینی طور پر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایسا کرتے ہیں کیوں کہ یہ باطنی امر ہے اور دل سے اس کا تعلق ہے جب تک کہ وہ صراحتاً یہ جواز یا افضلیت بیان نہیں کرتا جیسا کہ تاتاریوں نے بیان کیا تھا تو اس پر کفر اکبر کا فتویٰ لگانا درست نہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں حکمران نے ایسا کیا اور ہم کہتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہم بات کر رہے ہیں سب حکمرانوں کی تشریع عام جس میں سب حکمران شامل ہیں، آپ بات کر رہے ہیں معین شخص کی، معین کی بات الگ ہے۔ معین پر ایک شخص ہے اس نے کفریہ عمل کیا، ہم یہ تو کہتے ہیں کہ جس نے غیر اللہ کو پکارا وہ کافر ہے وہ مشرک ہے لیکن ایک شخص ہے اس نے غیر اللہ کو پکارا تو وہ بھی مشرک اور کافر ہے اس پر حجت قائم کی جائے گی تکفیر معین اور چیز ہے اور تکفیر عام اور مطلق اور چیز ہے یہاں پر یہ شخص ہے جس نے (داعی نہیں ہے) ایک شخص نے ایک ایسا گناہ کیا، ایک ایسے گناہ کا ارتکاب کیا جو کفر ہے تو وہاں پر بات الگ ہے وہاں پر تکفیر کی شرطیں اور موانع دیکھی جائیں گی اس کے بعد پھر حجت قائم کرنے بعد اس شخص پر پھر حکم نافذ کیا جاتا ہے کہ کفر اکبر ہے یا نہیں۔ ہماری بات ہوئی تشریع عام پر ہر حکمران پر یعنی ہر وہ حکمران جو مسلمان ہے، کافروں کی بات نہیں کر رہے ہم لوگ۔

8۔ دلیل یا غلط فہمی نمبر آٹھ، بعض علماء شیخ الاسلام ابن تیمیہ: کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ایسے حکمران کی مثال ایسی بیان کرتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ یا قرآن کی تعظیم تو دل سے کرتا ہے لیکن ایسا شخص اللہ تعالیٰ کو یا نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے، نعوذ باللہ تو ایسے شخص کے لیے ضروری نہیں کہ وہ زبان سے تصریح کرے بلکہ اس کا یہ عمل ہی کافی ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے سے خارج ہو جاتا ہے۔

فرق سمجھ آیا؟ ایک شخص ہے وہ کہتا ہے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اسے سینے پر بھی رکھتا ہے، سر پر رکھتا ہے لیکن بے حرمتی کرتا ہے قرآن مجید کی نعوذ باللہ پاؤں کے نیچے دیتا ہے تو کیا ایسا شخص جس نے یہ عمل کیا ضروری ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ اس نے یہ کیوں کیا، اس کا عمل کافی ہے کہ وہ کافر ہے کیوں کہ یہ بھی عقیدے کی بات ہے لیکن اس کا یہ عمل جو ہے یہ کافر ہے کفر اکبر کا مرتکب ہے۔ اسی طریقے سے ایک شخص ہے وہ کہتا ہے نبی

کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں میں لیکن نعوذ باللہ اس نے نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑایا تو مذاق اڑانے والے کی بھی کفر اکبر کی صورت ہے، دین کا مذاق اڑانا یا یہ کرنا۔ تو کیا ایسا کرنا یا یہ حکمران جس نے پوری شریعت کو تبدیل کیا دونوں برابر نہیں ہیں؟ وہاں پر آپ کہتے ہیں دل کا معاملہ ہے تو یہاں پر زبان سے کہنا کیوں ضروری نہیں ہے؟

جواب، اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتا ہے یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرتا ہے وہ کافر ہے، اس پر اجماع ہے۔ لیکن کیا شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ہر حکمران پر کفر اکبر کا فتویٰ لگاتے ہیں جس نے تشریع کو نافذ کیا؟ آیئے دیکھتے ہیں۔ اس کی چند وجوہات ہیں:

1۔ پہلی وجہ، خود شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں کہ اور انسان جب بھی حرام چیز کو جس کے حرام ہونے پر اجماع ہو اسے حلال کر دے یا حلام چیز کو جس کے حلال ہونے پر اجماع ہو اسے حرام کر دے یا اس شریعت کو تبدیل کر دے جس پر اجماع ہو تو وہ کافر و مرتد ہے اور اس پر فقہاء کا اتفاق ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 267)۔ آگے فرماتے ہیں اور شریع مبدل یعنی تبدیل شدہ شریعت وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا جائے یا لوگوں پر جھوٹی شہادتوں کے ذریعے سے جھوٹ باندھا جائے اور یہ کھلا ظلم ہے پس جس نے یہ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت میں سے ہے تو وہ کافر ہے بلا نزاع کے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 268)۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: اس حکمران کے کافر ہونے کے قائل ہیں جو تشریع عام کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے تبدیل کہتے ہیں اور یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ صورت کفر اکبر کی ہے۔

2۔ دوسری وجہ، جن چیزوں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ: نے استدلال کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا نعوذ باللہ یا قرآن مجید کی بے حرمتی کرنا کہ ایسا شخص کافر اور کفر اکبر کا مرتکب ہے اور اس پر اجماع ہے، جس نے ایسا عمل کیا اس کے کفر پر اجماع ہے تو ایسی صورت میں ایسے حکمران کے کافر ہونے پر کیسے مشابہت ہو سکتی ہے جس کے کفر پر اجماع ہی نہیں بلکہ قوی اختلاف ہے۔

دین کو گالی دینا یا نعوذ باللہ قرآن مجید کی بے حرمتی کرنا، ان لوگوں کے کافر ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اگرچہ یہ دل کے معاملے ہیں وہ زبان سے کہیں یا نہ کہیں اس پر اجماع ہے لیکن تشریع عام کے معاملے میں اس پر قوی اختلاف ہے اور علماء اہل سنت والجماعت کا قوی اختلاف ہے۔ تو دونوں صورتیں کیا برابر ہیں؟ جس میں اختلاف ہے قوی اور جس میں اجماع ہے پکا اجماع ہے دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ اسی لیے قرآن مجید میں بھی آپ ذرا غور کریں جب اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے کو بیان کیا تو تین مختلف احکام کے ساتھ بیان کیا:

1۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ یہ کفر ہے۔

2۔ پھر فرمایا ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ یہ کفر نہیں بلکہ فسق ہے۔

3۔ پھر فرمایا ﴿فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ یہ بھی کفر نہیں بلکہ ظلم ہے۔

اور اگر ان آیات کریمہ سے ظاہر بھی لیا جائے تو پہلا کفر اکبر ہوگا اور باقی دو صورتیں کفر اصغر کی ہیں۔ تو جب یہ دونوں چیزیں مختلف ہیں تو ان کا حکم بھی مختلف ہے تو اس ثابت ہوا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: کا اشارہ اس حکمران کی طرف ہے جس کے کفر پر علماء کا اجماع ہے اور ان چھ صورتوں میں تشریع عام شامل نہیں ہے پہلا گروہ کے یعنی یہ گروہ جو بات کرتا ہے آٹھ دلائل ہیں جو زیادہ مشہور ہیں عام طور پر جو یہ بیان کرتے ہیں۔

ایک اور بات ہے جو میں بیان کر دوں، وہ کہتے ہیں کیوں کہ یہ حکمران طاغوت ہیں اور طاغوت کافر ہے تو اس لیے یہ حکمران بھی کافر ہیں۔ اس کے جواب میں یاد رکھیں کہ پہلے طاغوت کو سمجھیں کہ طاغوت کا مطلب کیا ہے اگر ہم نے اس کو سمجھ لیا تو ہم یہ بات بیان کر سکتے ہیں آسانی سے۔

لغت میں طاغوت کہتے ہیں حد سے گزر جانے والے کو﴿ إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴾(الحاقۃ/11)(جب پانی حد سے گزر گیا تمہیں کشتی میں سوار کر دیا اور تمہیں نجات دی)۔

اصطلاحاً علماء کے مختلف اقوال ہیں میں ابھی تفصیل سے بیان کرتا ہوں جس میں مشہور قول علامہ ابن القیم: کا ہے جو ہم نے اصول ثلاثہ میں بیان کیا تھا "الطاغوت ، كل ما تجاوز به العبد حده من معبود أو متبوع أو مطاع"۔(اعلام الموقین، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 50)(کہ جس کو حد سے گزارا جائے چاہے وہ معبود جس کی عبادت کی جائے یا متبوع جس کی اتباع کی جائے یا مطاع جس کی فرماں برداری کی جائے)۔ ان تینوں کو اگر حد سے گزارا جائے تو جو گزارنے والا ہے وہ طاغوت ہے جس نے اس کو حد سے گزارا ہے اور طاغوت بنا دیا ہے تو کیا ایسا حکمران کافر ہے؟ کیا ہر طاغوت کافر ہے؟

طاغوت کسے کہتے ہیں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ کے فیصلے سے فیصلہ کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ طاغوت ہے، اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے والا طاغوت ہے لیکن کیا ہر طاغوت کافر ہے؟ اس پر اب بحث کرتے ہیں۔ تو یہاں پر چند باتیں ہیں ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے:

1۔ طاغوت کافر ہو بھی سکتا ہے اور کافر نہیں بھی ہو سکتا اور اگر کافر ہے تو کافر ہونے کے لیے دلیل ہونا بہت ضروری ہے بغیر دلیل کے کفر ثابت نہیں ہوتا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ جس وجہ سے اس نے فیصلہ کیا اور کیوں کیا، طاغوت کیوں بنا یہ حکمران۔ جس نے اس کو اس طاغوتیت پر آمادہ کیا اس کو جاننا ضروری ہے اگر ہم جان لیں وجہ پھر ہم فیصلہ بھی کر سکتے ہیں کہ یہ طاغوت کفر اکبر ہے یا کفر اصغر ہے۔

2۔ دوسری وجہ کہ ہر طاغوت کافر کیوں نہیں؟ کیوں کہ طاغوت مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا گیا، شریعت میں عربی لغت میں مختلف چیزوں کے لیے استعمال کیا گیا جیسا کہ علامہ ابن الجوزی: یہ فرماتے ہیں کہ ابن قتیبہ: فرماتے ہیں:

"كل معبود "(جس کی عبادت کی جائے اللہ تعالیٰ کے سوا)" من حجر "(چاہے پتھر ہیں، وہ طاغوت ہیں)" أو صورة "(یا شکل و صورت ہو، وہ بھی طاغوت ہے)"أو شيطان"(شیطان بھی طاغوت ہے)"فهو جبت وطاغوت"(چاہے پتھر ہوں یا کوئی تصویر ہو یا شیطان ہو جس کی بھی عبادت کی جائے اور پیروی کی جائے وہ جبت ہے اور طاغوت ہے)۔

تو کیا پتھر کافر ہوتا ہے؟ اور یہ بات انہوں نے نزہۃ الأعین النواظر، صفحہ نمبر 410 میں بیان کی ہے طاغوت کے باب میں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ: فرماتے ہیں طاغوت کے بارے میں:

"وهو اسم جنس يدخل فيه"(طاغوت اسم جنس ہے اس کے اندر شامل ہے)"الشيطان"(شیطان)" والوثن"(اور وثن)" والكهان"(جو کہانت کرتے ہیں)" والدرهم ، والدينار ، وغير ذلك"۔(فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد نمبر 16، صفحہ نمبر 565)۔

کیا درہم اور دینار، ریال اور روپیہ اور کافر ہیں؟ ان کو بھی طاغوت کہا گیا ہے۔ علامہ ابن القیم: کا قول میں نے ابھی بیان کیا ہے اور وہ واضح قول ہے کہ طاغوت کسے کہتے ہیں؟ جس سے حد سے گزر جائیں چاہے وہ معبود ہو یا متبوع ہو یا مطاع ہو۔(أعلام الموقعین، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 50)

شیخ ابن عثیمین: تعلیق کرتے ہیں علامہ ابن القیم: کے اس قول پر:

"ومراده ،من كان راضياً ،أو يقال ، هو طاغوت باعتبار عابده ، وتابعه ، ومطيعه ، لأنه تجاوز به حده"۔ طاغوت کس اعتبار سے ہے؟ اس اعتبار سے ہے کہ جو اس کی عبادت کر رہا ہے اس نے اسے طاغوت بنایا ہے۔ پتھر تو بَری ہے، پتھر ہے

اس کو کس نے سجدہ کیا تو پتھر کا کیا قصور کہ کسی نے سجدہ کیا اسے تو پتھر نے خود اپنے آپ کو طاغوت نہیں بنایا اس بندے نے جس نے پتھر کو سجدہ کیا ہے اس نے اسے طاغوت بنایا ہے اور اس نے جس کی وہ تابعداری کرتے ہیں اگر اسے حد سے زیادہ گزار دیں جیسے مشہور بات ہے آپ جانتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں "یا غوث مدد"۔ اب شیخ عبد القادر جیلانی: اس سے بری ہیں، لوگوں نے ان کو تابعداری میں اور اتباع میں حد سے گزار دیا اور شرک اکبر کے مرتکب ہو گئے، طاغوت بنا دیا اور وہ ان سے بری ہیں انہوں نے نہیں کہا۔ "أو مطاع" یا کسی کی فرماں برداری میں حد سے گزر جانا۔ تو شیخ ابن عثیمین: فرماتے ہیں:

"ومراده" (اور ابن القیم کی مراد یہ ہے) "من كان راضياً" (جو راضی ہو)۔ یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ طاغوت ہے اپنے عابد کے اعتبار سے یا اپنے تابع کے اعتبار سے جو متبوع ہے یا جو اس کی فرماں برداری کرتا ہے اس کے اعتبار سے۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ حد سے گزر گیا کیوں کہ اسے جو منزلت اللہ تعالیٰ نے دی اس منزلت سے آگے کر دیا اور حد سے اسے گزار دیا تو اس کی عبادت اس معبود کے لیے اور اس اتباع اس متبوع کے لیے اس کی اطاعت و فرماں برداری اس مطاع کے لیے طغیان ہو جاتی ہے اسے طغیان کہتے ہیں۔ کیوں؟ کیوں کہ اس نے اسے حد سے گزار دیا۔ (القول المفید، جلد نمبر 1، صفحہ نمبر 30)۔

علامہ قرطبی: فرماتے ہیں،

"أي ، اتركوا كل معبود دون الله ؛ كالشيطان ، والكاهن، والصنم ، وكل من دعا إلى الضلال"

(چاہے شیطان ہے کاہن ہے "الصنم" پتھر جس کی عبادت کی جائے بت جو ہے اور ہر وہ شخص جو گمراہی کی طرف بلائے یہ سارے کے سارے طاغوت ہیں)

گمراہی کی طرف بلانے والے سارے کافر ہوتے ہیں کیا؟ جو گمراہی کی طرف بلاتے ہیں سارے کافر ہوتے ہیں؟! نہیں، اور یہ بات علامہ قرطبی: نے بیان کی قرطبی کی تفسیر جلد نمبر 5 اور صفحہ نمبر 75 میں۔

الفیروز آبادی: دیکھیں جو مشہور لغت کی کتاب قاموس المحیط میں بیان کرتے ہیں مادۃ، طغا میں:

"والطاغوت : اللات" (اور لات بھی طاغوت ہے) "والعزى ، والكاهن ، والشيطان ، وكل رأس ضلال ، والأصنام ، وما عبد من دون الله ، ومردة أهل الكتاب" یہ سارے کے سارے طاغوت ہیں۔ حوالہ ہے، القاموس المحیط، مادۃ، طغا کو آپ دیکھ سکتے ہیں کیوں کہ صفحہ نمبر آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔

ابن باز: فرماتے ہیں:

"فحدُّك أن تكون عبداً مطيعاًلله" (تمہاری یہ حد ہے کہ تم عبد ہو مطیع ہو اللہ تعالیٰ کے) "فإذا جاوزتَ ذلك" (اگر تم اس حد سے گزر گئے اور باہر نکل گئے) "فقد تعدَّيتَ" (تم نے حد گزاری) "وكنتَ طاغوتاً بهذا الشيء الذي فعلته" (اور تم خود طاغوت بن گئے اس عمل سے جو تم نے خود کیا) "فقد يكون كافراً ، وقد يكون دون ذلك" (تو یہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور عبادت سے نکلنے والا کافر بھی ہو سکتا ہے اور کافر نہیں بھی ہو سکتا)۔ شرح الاصول الثلاثۃ کی دوسری کیسٹ کی دوسری سائیڈ میں انہوں نے یہ بات بیان کی ہے۔

www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures
AshabulHadith.com Study Circle

تو اس سے ثابت ہوا کہ طاغوت کفر بھی ہو سکتا ہے اور کفر نہیں بھی ہو سکتا۔ اور بعض اہل علم نے طاغوت کا لفظ بعض گناہ گاروں پر بھی اطلاق کیا ہے عام گناہ کرنے والے اور اگر عام گناہ کرنے والا طاغوت ہے یعنی شرابی طاغوت ہے۔ شرابی طاغوت ہے کہ نہیں ؟ اللہ تعالیٰ کی حد سے گزرا ہے کہ نہیں ؟ زانی طاغوت ہے کہ نہیں ؟ تو یہ سارے طاغوت ہیں اس اعتبار سے۔ تو یہاں پر اچھی طرح یاد رکھیں یہ طالب علم کے لیے فائدہ مند بات ہے کہ طاغوت لفظ اسم فاعل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور اسم مفعول کے لیے بھی۔ اسم فاعل یعنی جس نے ایسا عمل کیا جس سے وہ خود طاغوت بن گیا کہ وہ خود حد سے گزر گیا۔ یہ طاغوت ہے کس اعتبار سے ؟ اپنے عمل کے اعتبار سے اور یہ کافر بھی ہو سکتا ہے، کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے اور کفر اصغر بھی ہو سکتا ہے جیسے میں نے بیان کیا۔

دوسرا اسم مفعول یعنی اس نے خود ایسا عمل کوئی نہیں کیا جس سے وہ طاغوت بن جائے لیکن دوسرے کے عمل سے اسے طاغوت بنا دیا گیا اور وہ اس طاغوتیت سے بَری ہے کہ لوگوں نے اسے حد سے گزار دیا وہ خود حد سے نہیں گزرا اور یہ طغیان کفر اکبر بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا جیسے میں نے

ابھی تفصیل بیان کی ہے۔ تو اب کسی حکمران کو یہ کہنا کہ یہ کافر ہے کیوں کہ یہ طاغوت ہے، یہ مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

1۔ کیا اس کا طغیان اسے کفر اکبر کے درجے تک لے گیا یا نہیں ؟ یہ سوال اپنے آپ سے پوچھنا بہت ضروری ہے۔

2۔ کہ اسے طاغوت کیوں بنایا گیا ؟ کیا اس نے خود ایسا عمل کیا جس سے وہ طاغوت بن گیا یا لوگوں کے عمل سے وہ طاغوت بن گیا کیوں کہ لوگوں نے اسے حد سے زیادہ بڑھا دیا۔

3۔ اگر اس نے ایسا عمل کیا تو کیا وہ اس پر راضی ہوا یا راضی نہیں ہوا ؟ یعنی لوگوں نے تو اسے حد سے بڑھا دیا تو کیا وہ اس پر راضی ہوا کہ نہیں اگر وہ راضی ہوا تو کفر اکبر ہے اور اگر راضی نہیں ہوا تو یہ کفر اکبر نہیں ہے۔

یہ تفصیل بھی جاننا بہت ضروری ہے اور آخر میں کیوں کہ تکفیر کا مسئلہ ہے اور تکفیر کے مسئلے میں احتیاط کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لمبی بحث کے بعد اس لمبی بات کے بعد یہ اچھی طرح جان لیں کہ صحیح بخاری، مسلم میں نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

(جس نے اپنی بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر ضرور واقع ہوا یا تو جس کو کہا گیا وہ کافر ہے اگر ایسا نہیں تو جس نے کہا وہ کافر ہو گیا)

صحیح بخاری، حدیث نمبر 6104 اور صحیح مسلم حدیث نمبر 213، اور یہ الفاظ جو میں نے بیان کیے یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں۔ تو اس طریقے سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر حکمران کو اگر طاغوت بھی مانا جائے لیکن کافر یا کفر اکبر کا مرتکب نہیں، کفر اکبر کے معاملے میں احتیاط کرنی چاہیے اور آپ سب جانتے ہیں کہ آج کے دور میں مسلمان کس قدر دین سے دور ہیں، محبت ضرور ہے تڑپ ہے لیکن دین سے دوری ہے اور لوگ علم کے لیے پیاسے ہیں یہ حق بات ہے یعنی دین کی طرف آنا چاہتے ہیں لیکن ان کو کوئی راستہ واضح نظر نہیں آتا دنیا نے ان کو ہتھکڑی لگائی ہوئی ہے۔ اور اگر وہ دین کو سمجھنا بھی چاہتے ہیں تو معتبر کسے سمجھتے ہیں ؟ یہ داڑھی والے لوگ، یہ پگڑی والے لوگ، ان کی طرف جاتے ہیں اور اگر ان کا تعلق خاص طور پر اہل سنت والجماعت سے ہو جو اچھے راستے پر ہیں جن کا عقیدہ بھی درست ہے لیکن وہ لوگوں کو اس طریقے کے فتوے دیں کہ ایسا حکمران کافر اور کفر اکبر کا مرتکب ہے تو امت میں انتشار پیدا ہوتا ہے اور یاد رکھیں اس انتشار کی وجہ سے آج امت میں جو فتنہ زیادہ پھیل چکا ہے فتنہ التکفیر والتفجیر۔ خود کش حملے کہاں سے آئے ہیں ؟ خود کش حملوں کی سوچ کیا ہے ؟ آخر یہ لوگ کیسے اپنی جانیں دے دیتے ہیں ؟ مسلمان کی جان اتنی سستی ہے کیا ؟ اور اس فتنے میں جو لوگ بھی ملوث ہیں اکثر ان کے نزدیک حکمران کافر اور کفر اکبر کا مرتکب ہے اس لیے اس کافر حکمران کو اتارنے

میں یا اس کو قتل کرنے میں یا کوئی بھی ایسا حربہ ہو جس سے اس حکمران سے چھٹکارا مل جائے وہ اس کو اپناتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس امت کا نوجوان طبقہ خاص طور پر اس بڑے سنگین جرم میں غرق ہوتے جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ امت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام فتنوں سے نجات عطا فرمائے اور ہماری امت کو اس فتنے کے شر سے محفوظ فرمائے، شرک بدعات اور خرافات سے ہماری امت کو پاک کر دے اور ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو شریعت کے احکام نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کو حق کی سمجھ عطا فرمائے اور اس پر چلنے کی آسانی پیدا کر دے۔آمین یا ربّ العالمین

"اللَّهُمَّ أَرِنَا الحَقَّ حقّاً وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنَا البَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ"

وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِہٖ اَجمَعِين